MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

مرثیہ ۱۲

بس بارہ امام مومنیں یہی چار علی ہیں

تعداد بند (۱۱۰)

در حال امام علی نقی علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امام علی نقی علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَصِیَّ الْاَوْصِیَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْاَتْقِیَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ عَلَی الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلَفَ اَئِمَّۃِ الدِّیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْحَسَنِ یَا عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا التَّقِیُّ الْعَسْکَرِیُّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ الْمُضِیْئُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

تاریخ ولادت باسعادت ۵ رجب ۲۱۴ھ تاریخ شہادت ۳ رجب ۲۵۴ھ
جائے دفن سامرہ

بس بارہ اماموں میں یہی چار علیؑ ہیں
پہلے تو بلا فصل پیمبرؐ کے وصی ہیں
پھر حضرت سجادؑ ولی ابن ولی ہیں
ہے ایک غریب الغربا ایک نقیؑ ہیں
تعریف نبیؐ وصف ہے ہر ایک علیؑ کا
اللہ کا ہو ذکر جو ہو ذکر نبیؐ کا

۲

کونین میں اللہ کا ہو ذکر عبادت
ہے طاعت حق آل محمدؐ کی ہو مدحت
مائل ہوتی ہے مدح علیؑ پر جو طبیعت
پہنا ہے قلم نے مرے ملبوس نظافت
لکھی جو ثنا صفحۂ کاغذ پہ نقیؑ کی
جب غور سے دیکھا تو وہ مدحت تھی علیؑ کی

۳

کمسن تھے پدر سے جو معتمد نے چھڑایا
اور داغ یتیمی دل نازک پر اٹھایا
خالق نے انہیں مسند حیدرؑ پہ بٹھایا
اقلیم شریعت کا شہنشاہ بنایا
اس عمر میں عہدہ جو امامت کا دیا تھا
اللہ نے ہر نہج سے معصوم کیا تھا

۴

دریائے ہدایت ہوا ہر سمت کو جاری
بن بن کے گھٹا آنے لگی رحمت باری
اسلام کے گلشن میں چلی باد بہاری
سرسبز ہوئی ہو سے جلنے لگے ناری
نرگس نے کہا دیکھ کے حضرتؑ کو وطن میں
ہے پھول امامت کا نبوت کے چمن میں

۵

سرتاج تھے ایمان کے محمدؐ بھی علیؑ بھی
حیدرؑ سے تھے اولی الامر بھی مولا بھی ولی بھی
ہے فاطمہؑ کا باغ حسنیؑ بھی حسینیؑ بھی
عصمت کا ہر اک گل تھا نبوی بھی علوی بھی
تجنیس ہے ہر طور سے اولاد علیؑ میں
اک نقطہ کا ہے فرق تقیؑ اور نقیؑ میں

۶

اک نور نقی صاحب معراج کے دلدار
تھے زینت مجلس صفت احمد مختار
عمار بن زید بھی تھے حاضر دربار
وہ بیٹھے کہ کیا چیخ پہ جا سکتے ہیں کار
پہنچتے ہی بالائے ہوا شاہ زماں تھے
جھپکی نہ پلک بھی کہ نگاہوں سے نہاں تھے

۷

جبریل نے کی عرض جو ہو حکم براق آئے
مذہب کے سحر دم یہ قدم بھی شرف پائے
پھولوں سے بچھاور کو گلستان جناں لائے
معراج کے منظر شب کو نبی نے دکھلائے
دم بھر میں پہنچ گئے مسند نبی عرش پہ مولا
تھے عرش پہ مولا اور ابھی فرش پہ مولا

۸

پھر آ ہی گیا وہ رخ سلیماں
جھولے کے جنہیں آنکھ سے تھے عیسیٰ دوراں
یا پیچ شرف میں تھا عیاں نیر ایماں
یا عرش سے نازل ہوا تھا کعبہ میں قرآں
ہمراہ تھا نشہ کے حسن راز کا طائر
اڑتا ہوا اک گلشن اعجاز کا طائر

۹

بڑا اس کے سر سے ڈرنا یا نبی منتظر
تھا ورد زباں کلمۂ توحید کا ہر بار
کہنے لگا حضرت سے وہ اے قائد مختار
صدقے قدم شہ پہ ہی جنت کا بھی گلزار
کیا حکم ہے آیا ہوں یہاں سجدہ میں جاؤں
خدمت میں بہشت کو فردوس میں جاؤں

۱۰

فلک تھا کہ سینے پہ شان شہ معجزہ آرا
اترا تھا جو یہ سبطین خدا حیدر میں ستارا
اصحی جو ہوا مالک فردوس کا پیارا
پھر اڑ گیا وہ سوئے جناں شہ کے اشارا
پہلے سے ہوا شہر دیں میں نگہ بادہ
خوش لحن و خوش آواز و خوش آہنگ زیادہ

۱۱

رنگین و طرح دار تھے مرغ جان اور
اس طائر مخصوص کی حالت پہ کیا غور
کہتے تھے کہ اسوقت میں کچھ اسکے تھے طور
ممتاز ہوا سارے پرندوں میں وہ فی الفور
طائر نے کہا آتا ہوں گلزار علیؑ سے
عزت یہ ملی ہے مجھے دربار نقیؑ سے

۱۲

اے وصل علی ذات تقیؑ سید ذیجاہ
مختار جہاں شاہ زماں عاشق اللہ
بعد تقیؑ عرش نشین تیرہ برس آہ
یثرب میں رہا منزل اسلام کا وہ ماہ
عباسیوں کا دور تھا اور قول علیؑ کا
تھا عقربوں کے بیچ میں مہ جانِ نبیؐ کا

۱۳

عبداللہ مردود مدینے کا تھا والی
ایمان کا عدو دشمن شاہنشہ عالی
حضرتؑ کے ستانے کو یہ راہ نکالی
خط میں متوکل کو لکھا کچھ یہ بحالی
کہ سادات میں بھی لوگ ترے بدخواہ بھی ہیں
اک فوج کی ترتیب میں ان روز نقیؑ ہیں

۱۴

کذاب نے جو لکھا تھا وہ جھوٹ تھا مکر
واقف ہو جو اس امر سے فرزند پیمبرؐ
حضرتؑ نے بھی خط بھیج دیا اسکو یہ لکھ کر
والی نے جو تحریر کیا کچھ نہ باور
کچھ یہ نہیں ہم ہیں جو وہ بدخواہ جبھی سے
بے فائدہ کہتا ہے عناداً آلِ نبیؐ سے

۱۵

یہ دونوں خطوط اُسکو بیک وقت ملے جب
حضرتؑ کو خوشامد سے لکھا خط میں یہ تب
واقف تھے جو ان باتوں سے کیا آپکو مطلب
والی مدینہ کو بھی معزول کیا اب
ہرگز نہ قدم راہ عداوت میں دھریگا
اب اُسکی جگہ کام ابوالفضل کریگا

ش ۲۰

یہ خط جو بلا قبلۂ ارباب صفا کو
مولا نے کیا یاد پسر کرب و بلا کو
مطلب تھا آمادہ ہیں غیظ ارجفا کو
میں نعمت حق سمجھا ہوں آ ایک بلا کو
نامہ طلبی کا نہیں پیغام قضا ہے
یہ آپ کا فرزند بھی پابند رضا ہے

ش ۱۹

کیا کہہ دیا چپکے سے یہ معلوم نہیں ہے
اک خط بھی دیا شاہ کے نام اسے لکھ کر
یہ جبر ہوا خواہ یہ سردار ریاست
حاضر ہیں اطاعت کو جو فرمائیے آکر
جس طرح بھی ہو بیعت یزید کر جائیں
ممنون میں ہونگا مرے سرکار جو آئیں

ش ۱۸

آخر تو کمال نے کیا تازہ ستم آہ
دربار سے کچھ جن نے مخصوص ہوا ہو
اک فوج بھی وہ کی بصد شوکت و با جاہ
القصہ سب کو بنی ہاشم کے کر دیا ہمراہ
بھیجا طرف شاہ نمائندہ بنا کر
سمجھایا بنی ہاشم کو گستاخ سا جاکر

ش ۱۷

ہر نامے کے مضمون ہوا کرتے تھے ایسے
بیٹھے کے پاس آتے تھے خط تو کبھی جیسے
عباسیہ سلطان ہوا کرتے تھے کیسے
یہ جیسے تھے وہ شامی کوئی بھی تھے ویسے
بد وصل ہم پیشہ دونوں کا رکھتے دونوں
حیا ان کے تھے غدار تھے مکار تھے دونوں
ن سفاک

ش ۱۶

پھر بھیجا گیا شاہ کو یوں نامے برابر
ہر خط میں وہ مکاریہ لکھتا تھا بیٹا
مشتاق زیارت ہے غلام آپکا آقا
سرکار مع اہل و عیال آئیں تو اچھا
ہاں ہم نہیں ہیں آپکی خدمت کے یہ خادم
محروم نہ رہ جائے سعادت سے یہ خادم

۲۱

برلا ہوا تھا بسکہ بلانے کا قرینا
انداز حرارت کا بالفاظ دگر تھا
محفوظ رہیں تا کہ یہ دوست احبا
انکار بنا سبب نہیں سمجھے تو والا
بولے یہ ربِ مرم ہم سے شاہ چلوں گا
~~حج کو فدا ہیں~~
اللہ نے جا ہے سے ہمراہ چلوں گا

۲۲

بہتر ہو جو اک ہفتے کی دے مجھ کو تو مہلت
وہ بولا مناسب ہے بڑی خوب ہے حضرت
اجابت میں پایا ہوا اک شور قیامت
پیغمبر نے کہا اے پیمبر کی ریاضت
حیدر سے چھٹا پھر حسین ابن علی نے
پھر موسیٰ کاظم نے رضا اور تقی نے

۲۳

دسواں چمنستان امامت کا چھوٹا گل
تیار سفر کے لئے اس وقت ہے بالکل
نورِ صمدی شمع شبستان توکل
اندیشہ یہی ہے متوکل کرے گا گل
دنیا میں ہے ابن ماہ امامت کے سوا کیا
پھر بزم شریعت میں ہے ظلمت کے سوا کیا

۲۴

ہر چار طرف پھیلا تھا دو دم غم ہجراں
اور کوچ پہ تیار تھے شاہنشہ ایماں
ناگاہ دیا حکم نے جانے کا ساماں
خیاط جو آئے تو دیا در ہوا فرماں
کرتے ہیں اک چیز ہو دونی ہوں قبائیں
ہوں صدریاں تو روئی کی دونی ہوں قبائیں

۲۵

بارانیاں تیار ہوں اور گرم عبائیں
واقف ہوں لحاف اور مقدم ہو ردائیں
موٹی ہوں قمیصیں جو ہوا دیں تو بچائیں
کمل ہوں جو پیر اس سے کہ ٹھنڈک کو مٹائیں
موجود وہ سامان ہے رخصت سفر ہو
جسم پہ تو اولوں کا نہ بارش کا اثر ہو

۲۶

اک ہفتے کے اندر ہوا تیار وہ ساماں
کہتا ہے یہ ہر شخص دلی میں تھا حیراں
واقف نہیں شاید کہ سفر سے ہے پریشاں
ہے دور کئی ماہ ابھی فصل زمستاں
بیکار یہ اسباب ہے بے سود یہ ڈھب ہے
ہے بھی تو یہ اک ہفتہ دو ہفتے کا سفر ہے

۲۷

جو شخص سفر سے بھی نہ واقف ہو ذرا سا
وہ راز الٰہی کو سمجھ سکتا ہے پھر کیا
ایسے کو بھی لوگوں نے امام اپنا بنایا
یہ سوچ کے منہ دیتا تھا شخص اور اعضا
اک تیغہ جو ہم لوگوں کے ہمراہ تھا چپ تھا
وہ آل پیمبر کا بھی ہمراہ تھا چپ تھا

۲۸

سامان سفر ہو گیا جس وقت مہیا
رخصت ہوئے روضے سے نبی کے جگر والا
پھر اور بزرگوں کی لحد پہ گئے آقا
گویا یہ اشارہ تھا کہ رخصت کو ہوں آیا
آباد مکانوں میں بھی چھائی تھی اداسی
ہر روضۂ انور پہ برستی تھی اداسی

۲۹

روتا ہوا نکلا جو پیمبر کا مسافر
بولے در و دیوار خدا حافظ و ناصر
جب چل چکا جانباز وہ غازی وہ صابر
نقارہ بجا کوچ کا مرکب ہوا حاضر
بیٹھا جبکہ وہ اہل کرم و داد سدھارا
زہرا کا قمر جانب بغداد سدھارا

۳۰

تم روز گزرنا کبھی جنگل میں ٹھہرنا
وہ تپتے ہوئے دشت و جبل موسم گرما
کھولا ہوا پانی تھا جو تھا بھی کہیں چشمہ
سوکھے ہوئے جنگل وہ دہکتا ہوا صحرا
چہرے تھے بگولوں سے گرد آ رہے تھے
عابد بھی تو تمنوں کی لو میں بسے تھے

۳۱

آیا تھا یہی راہ سے جب لشکرِ غدار
اک شخص بھی تھا ساتھ اُسی کے کہتے تھے جسے حُر
یہ قول علیؑ جو تھے فوج کے سردار
خالی نہیں ہے کوئی زمیں قبر سے زنہار
یہ ضحکہ کی بات یقیں کوئی کریگا؟
اس دشت کو دیکھو یہاں کون مریگا؟

۳۲

اُس وقت وہ چپ ہو گیا تھا عاشقِ مولا
ناگہ وہی دشت آگیا پھر رک گیا ڈیرا
اتنے میں اُٹھا ابر سیہ چھایا اندھیرا
وہ سرد ہوا اور وہ اولوں کا برسنا
جاڑا وہ کڑاکے کا وہ تھمتا ہوا پانی
وہ گرتی ہوئی برف وہ جمتا ہوا پانی

۳۳

وہ موسم کہ ناخن کی ہوا دیتی تھی خراشیں
وہ تنگی جگہ کی وہاں وہ اُنکی تراشیں
اولوں کے وہ انبار کہ دب دب گئیں لاشیں
خیموں کی طنابیں بھی تنیں تن کی قاشیں
طوفان فنا سے جو ہم آغوش تھا میداں
یخ پوش نہ تھا بلکہ کفن پوش تھا میداں

۳۴

جب شاہ کو سردی کی نظر آئی یہ حالت
اُس جاڑے کے سامان ہوئی دور وہ دہشت
مولا کے جو ہمراہ تھے پانے لگے راحت
ناقوں پہ بھی ڈالے گئے کمل بفراغت
خیمہ میں بنِ سعد بھی کانپ رہا تھا
ہمراہ وہی عاشقِ ضرغامِ خدا تھا

۳۵

ناگاہ وہ چلا رہا یہ غلامِ شہِ والا
سرکار نے یہ جاڑے کا سامان ہے بھیجا
دیکھا جو بن سعد نے تحفہ مولا
دی اُس نے دعا شہ کو کیا شکرِ خدا کا
سردی کی مصیبت سے بچے باپ پسر دونوں
اب تک یہ بچے جاڑے کا لحاظ ہے بچے دونوں

۳۶

کیوں منھ پھرا لیا تھا اور پانی تھا
اُسکو مع لشکر کیا پیغمبر نے سیراب
پانی جانے کی نہ دی تشنہ ہیں جو سب کے تھے
حضرت نے مہیا کئے آرام کے سب اسباب
اعدا کو وہاں پانی دیا سبط نبی نے
اغیار کو خلعت یہاں [illegible] نے

۳۷

اپنے ہوں کہ بیگانے ہوئی سب پہ عنایت
موت آئی نہ تھی جنکی ہے نزدیک کے خلعت
محروم ہے جنکی نہ زیادہ ہوئی قسمت
منکر بھی بچانے ہیں یہ اللہ کی محبت
جو پا چکے تھے شاہ کے انعام وہ سوئے
مرنے سے بچے اور با آرام وہ سوئے

۳۸

جب صبح پھر آئی تو سدھر نے لگی حالت
بادل سمجھیاں نہر میں کی ہوئی ظلمت
دکھلائی پھر آکر انہیں خالق نے یہ قدرت
مطلع ہوا سب صاف ہوئی دھوپ میں حدت
اب جان بچنے کی نشانی ہوئی پیدا
پھر خون میں پہلی سی روانی ہوئی پیدا

۳۹

فرمایا یہ ہر تشنہ نے شہ سے دم آن
ہمراہیوں کی لینے خبر اسکی عنواں
کیا دیکھتا ہے جا کے وہ ہے جسم کا سامان
ان خیموں میں انکی نہیں تو گئی بیجان
حضرت نے کہا اُسنے کیا جیتے کسی کا
شہ نے کہا سامان کر اب غسل و کفن کا
ن دفن

۴۰

پھر دیر میں قبریں بنیں اُس دشت میں آباد
حضرت نے کہا جد کا مجھے قول ہے کچھ یاد
واللہ یہ حق حیدر کرار کا ارشاد
محبوب منافق ہو کہ مومن ہے وہ دل شاد
کہتا تھا محبت ان ہے رب ازلی کی
کیوں بھائی ہوئی تصدیق قول علی کی

۴۱
اس واقعہ کا گرچہ اثر سب پہ ہوا تھا
یحییٰ ہوا تھا حر کی طرح عاشق مولا
پھر بہ چلنے پہ تیار ہوا قافلہ سارا
جب بام پہ میں پہنچا اسی طور سے بولا
رستے کی زمیں گوہر اعجاز سے بھر دی
عالم کو بہر شرف جا کے خبر دی

۴۲
پہلے تو کل کو تھا وہ شوق زیارت
جو خط میں لکھا تھا کہ چلے آئیے حضرت
سب مکر کی باتیں تھیں نہ تھی کوئی حقیقت
بلایا یہ بن ہر شرف سے صاحب نخوت
ایوان زر کی خانہ روشن میں جگہ دو
اس شخص کو تھا جو کہ مسکن میں جگہ دو

۴۳
وہ جائے کثیف آہ تھی بادیہ کے دور
پر بیتے تھے ان جا کے فقر دن کا تھا تو
اک حجرہ تاریک میں ٹھہرے تھے پر نور
سامان سے ہیں ہر سو یہ خبر ہوئی گر مشہور
ان دزدوں پہ یاں جلوہ نما ماہ مدینہ
محتاج ہیں کچھ ساتھ کہیں شاہ مدینہ

۴۴
مالک کہ تھا محب آپ کا اس نے سنا جب
حاضر ہوا وہ خدمت اقدس میں تھی جب
حضرت نے کہا اس کو لگا یا جو تھی سب
جب حکم ملا بیٹھا محب ہو کے مہذب
کی عرض یہاں کس لئے سلطان غیور آئے
دشمن کے طلب کرنے پر افسوس حضور آئے

۴۵
واللہ کبھی آپ کے لائق نہیں یہ جا
سمجھا ہے مصیبت میں یہاں پہنچ گیا
سجاد کہاں اور کہاں قید کی ایذا
زندان کے سوا حضرت کاظم نے کیا تھا
یاروں کو عداوت تھی زمین شام سے
مرنے پہ رہائی ہوئی تھی قید ستم سے

۴۶

صانع تو مری حالت (تھا) بد پہ ہے مغموم
دیکھ آنکھ اٹھا کر تو ذرا قدرت قیوم
کیا دیکھتا ہے وہ کہ جہاں بستے ہیں معصوم
اک باغ ہے جنت ہے جسے کہتے ہیں موسوم
بلبل کی زباں پر ہے ثنا آل عبا کی
آتی ہے ہواؤں سے صدا صل علیٰ کی

۴۷

وہ طائروں کی زمزمہ خوانی کی بہاریں
شاداب نہالوں میں جوانی کی بہاریں
وہ نہر مصفا کی روانی کی بہاریں
تھالوں میں چھلکے ہوئے پانی کی بہاریں
نرگس کے شگوفوں کے اثر ہوتے ہیں پیدا
کچھ زیر شجر اور شجر ہوتے ہیں پیدا

۴۸

پھولوں میں حسینوں کی نزاکت کی ادائیں
پتوں میں تمرد کی لطافت کی ادائیں
قامت میں صنوبر کے قیامت کی ادائیں
نرگس کی وہ آنکھوں میں نضارت کی ادائیں
ہر غنچے میں وہ جام مئے نور کا عالم
انگوروں میں وہ دیدۂ مخمور کا عالم

۴۹

ساقی ترے قربان وہی جام وہی جام
جس جام پہ لکھا ہے ترا نام وہی جام
کہتے ہیں جسے ساغر اسلام وہی جام
دیتا ہے جو ایمان کا پیغام وہی جام
نشہ میں کبھی حد سے زیادہ نہ بڑھا تھا
ہر گھونٹ پہ کلمہ ترا لطف میں پڑھا تھا

۵۰

ہم رتبہ زمزم سے کہیں کم ہے یہ بادہ
الیاس و خضر کا بھی ہے جادہ یہ بادہ
عرفان کی منزل میں ہے نور یہ بادہ
خاک در میخانہ ہے ذرہ تو یہ بادہ
ذروں میں ہر اک درد مصیبت کی دوا ہے
عصیاں کے مریضوں کے لئے خاک شفا ہے

۵۱

ساقی تو مرے ظرف کو پیمانہ بنا دے
پھر ابرِ کرم سے خمِ میخانہ بنا دے
بسمل کرے دل کو درِ جانانہ بنا دے
ہشیار ابھی ہوں مجھے دیوانہ بنا دے
کچھ اور نصیری کی طرح کہہ نہیں سکتا
پھر کوئی گنہ میرا گذر رہ نہیں سکتا

۵۲

ہے چرخ پہ عیسیٰؑ تھے بیمارِ محبت
زندان میں یوسفؑ تھے گرفتارِ محبت
کعبہ میں اٹھائے تھے نبیؐ بارِ محبت
معصوم ہیں یہ سب ہیں گنہگارِ محبت
وہ اور ہیں جن کردہ گناہوں کی سزا ہے
ناکردہ گناہی بھی محبت میں خطا ہے

۵۳

ساقی ترے در پر مجھے مرنا ہے مجھے جینا
جینے کے بہانے ہیں یہی ساغر و مینا
اب تو ترے میکش کا ہوا ہے یہ قرینہ
واعظ کو جہاں دیکھ لیا بس وہیں پینا
ہے وجد میں خم نکہتِ مے جھوم رہی ہے
توبہ ترے میکش کا دہن چوم رہی ہے

۵۴

اس میکدے سے پہلے تو پایا نبوی جام
پھر فاطمی اک جام ملا اک علوی جام
تو پی چکا جب جام اٹھایا رضوی جام
اس سلسلے میں پھر تقوی و نقوی جام
چودہ[۱۴] کی محبت میں جو نکلا تو جو نکلا
باقی ہیں جو دو جام ابھی دیر یہ نکلا

۵۵

سبطِ شہ صہبائے کرم دیکھ رہے ہیں
دربارِ ولایت کے عدن دیکھ رہے ہیں
ہم نجف و شاہِ زمن دیکھ رہے ہیں
صالح کی طرح طرزِ سخن دیکھ رہے ہیں
تو بھی یہ علیؑ ہے تیرا دلبر بھی علیؑ ہے
کیا باغِ کراماتِ نقیؑ ابنِ نقیؑ ہے

۵۶
مومن نے ذرا غور سے جب باغ کو دیکھا
دروازے پہ لکھا تھا ریاض گل زہرا
تھے قصر ہزاروں پئے اصحاب وفا جا
چھٹتا ہے غلاموں سے کہیں دامن آقا
صالح نے کہا شاہ حجازی کے تصدق
مولا تری اس بندہ نوازی کے تصدق

۵۷
فرمایا شہ دیں نے کرے سیر بھی خواہ
میں جاؤں جہاں بھی یہ چمن ہے مرے ہمراہ
وہ بولا کہ دکھلاؤ یہ صدقہ مرا جانگاہ
حاکم ہے عدو آپ کا اے سید ذی جاہ
شہ نے کہا دشمن متوکل ہے ہمارا
لیکن یہ نہیں دوسرا قاتل ہے ہمارا

۵۸
آخر وہ محب ہونے لگا آپ سے رخصت
مولا نے گلے اس کو لگایا بہ محبت
پھر آ گیا سجادے پہ خورشید امامت
پیشانی تاباں سے زمیں کو ملی طلعت
سر خاک پہ تھا اور قدم راہ رضا میں
مصروف زباں ہو گئی تسبیح خدا میں

۵۹
دو تین ہی دن گزرے تھے حضرت کو ابھی
اک دن پہ آشفتہ ہوا وہ حاکم گمراہ
دربار میں زراقی آگ بگولا تھا بد خواہ
اب کی جو حراست میں گئے سید ذی جاہ
روحی تھا وہ اور دل میں نفرت بھی بھری تھی
قدرت کی مگر واں بھی جلوہ گری تھی

۶۰
پھر تو یہ قدغن تھا کہ بیکس پہ کڑی جور
افعال پہ کردار پہ ہر وقت رہے غور
لیکن نظر آئے اسے مظلوم کے وہ طور
داخل ہوا مولا کے محبوں میں فی الفور
ملنے کے لیے آئے تھے احباب تو دیں
بھیجے ہوئے لوگوں کو کیا آپ نے تحفے دیں

۶۱
زوّار تھی اسی طرح رہا حاضر خدمت
معلوم ہوئی جب متوکل کو یہ حالت
دراصل تھا منحوس سے یہ اہل شقاوت
اُسکے متعلق ہوئی بیکس کی حراست
بد اصل تھا بد نسل تھا بدبخت تھا ظالم
ترکی زرواقف تھا بہت سخت تھا ظالم

۶۲
ہر روز نئی دیتا تھا مظلوم کو ایذا
قسمت ہی تو نہیں رہ رہ کے قید میں رکھا
حاکم سے مگر کہتا تھا جا کر ستم آرا
حضرت کو کوئی بات نہیں ہوتی ہے بیجا
ہر چند نہ راحت ہے نہ آرام ہے انکو
اوراد و وظائف سے مگر کام ہے انکو

۶۳
آخر متوکل نے نکالی نئی تدبیر
دربار میں بلوایا گیا وہ شہ دلگیر
جلادوں کو فرمان دیا کھینچ کے شمشیر
جب آئیں وہ ہو قتل میں تم سے نہ تاخیر
نزدیک آئے تو عنوان نرالا نظر آیا
تلواروں کے سایے میں علی کا پسر آیا

۶۴
جلاد پریشان متوکل کو تھا لرزا
اعزاز سے حضرت کو قریب اپنے بٹھایا
پوچھا میاں کیوں آئے یہ تکلیف تھی بیجا
کہنے لگے مولا کہ طلب آپ نے کیا تھا
کی عرض کہ آقا مرے اب آپ گھر جائیں
زحمت ہوئی بیجا جو حضرت جی در جائیں

۶۵
جب پاؤں رکھا آپ نے دروازے کے باہر
جلادوں نے سر جھکا کے رکھ دئے قدم پر
راہی ہوئے منزل جو ہوا ماہ منور
سرہنگوں کو بلوا کے یہ کہنے لگا اکبر
کس واسطے فرزند پیمبر کو نہ مارا
کیوں مجھ سے کہے دلبر حیدر کو نہ مارا

۶۶

جلادوں نے کی عرض کہ حالت ہوئی تغیر
دروازے میں داخل ہوا جب دلبرِ شبیر
اک شخص نظر آتا تھا کھینچے ہوئے شمشیر
کہتا تھا خبردار ہوئی گر کوئی تقصیر
محفوظ ستم سے جو یہ مہرو نہ رہے گا
تم چاروں کی گردن پہ ابھی سر نہ رہے گا

۶۷

حاکم نے کہا ہاں، یہی میری بھی تھی حالت
میں جانتا ہوں کرتا ہے حق اس کی حفاظت
خالی نہیں خطرے سے اگر میری حکومت
اب غور نکالو نکلتی ہلاکت کی ہے صورت
کوئی بھی سفارش کرے کچھ کہنے نہ دوں گا
واللہ نہیں کام سے میں ہٹنے نہ دوں گا

۶۸

پاس اس کے تھے ستم پیشہ جواں جو خونخوار
جب جان کا ہوتا تھا کسی کی وہ طلبگار
کرتا تھا درندوں کے حوالے اسے غدار
تدبیر یہی کی پئے شاہنشہ ابرار
دھوکے سے بلا کے پسرِ شیرِ خدا کو
بھجوا دیا درندوں میں امامِ دوسرا کو

۶۹

خود کوٹھے پہ وہ بیٹھ گیا بہرِ تماشا
داخل ہوئے ان جانوروں میں شہِ والا
دوڑے سے وہ درندے طرفِ قبلۂ دنیا
قدموں پہ رکھے سر باادب، تھا یہ اشارا
ہم خادمِ دیرینۂ خاصانِ خدا ہیں
عترت پہ محمد کی فدا صبح و مسا ہیں

۷۰

مولا نے محبت سے رکھا ہاتھ سروں پر
وہ سب کو دعا دینے لگے منہ کو اٹھا کر
پھر محو عبادت ہوا وہ دین کا رہبر
مصروفِ وظائف میں ہوا خاصۂ داور
اخلاص امامِ دوسرا دیکھ رہے تھے
حیوان بھی عبادت کی ادا دیکھ رہے تھے

۷۱

حیوان بھی پہچانتے تھے رتبۂ مولا
حیوانوں سے بدتر تھے وہ انساں سگ دنیا
جن لوگوں نے حق آل پیمبر کا نہ جانا
دیکھا متوکل نے جو قدرت کا یہ نقشا
شرمندہ ہوا دل میں بہت اور دیا حکم
اب جانے دو فی الحال نہیں کوئی نیا حکم

۷۲

کھولا گیا پھاٹک تو برآمد ہوئے سرور
پہنچانے کو ساتھ آئے وہ حیوان بھی تا در
آرام سے گھر کو شہ دیں آئے پلٹ کر
تکلیف دی پر آپ کو ظالم نے برابر
کچھ قدر نہ کی جان رسول دوسرا کی
لی گھر کی تلاشی کبھی کچھ اور جفا کی

۷۳

اک مرتبہ دربار میں پھر شہ کو بلایا
تعظیم کی مولا کی اٹھا اپنا پرایا
مردود نے پاس اپنے باعزاز بٹھایا
حضرت کی طرف جام مئے ناب بڑھایا
معصوم نے فرمایا برا کرتا ہے ظالم
ساغر کو ہٹا قہر یہ کیا کرتا ہے ظالم

۷۴

ہم جانتے ہیں مولا ہیں داؤد کے بھی وارث
جن بندوں نے نبیوں کی ہے شان قدیم ہم ہیں وہ حادث
قرآن میں تعظیم کی ہے بت کا ہیں عبث
ہم طیب و طاہر ہیں یہ ہے ام خبائث
یہ راہ ضلالت کی بھی دکھلاتی ہے تجھکو
اس شر سے کچھ شرم نہیں آتی ہے تجھکو

۷۵

محجوب ہوا دل میں بہت وہ ستم اطوار
پھر کر نہ سکا قبلۂ ایماں سے وہ اصرار
حضرت کے ستانے کو یہ بولا وہ خطاکار
کچھ گانے کا بھی شوق ہے اے سید ابرار
برہم ہوئے مولا کہا یہ ہو نہیں سکتا
میں دولت ایماں کو کبھی کھو نہیں سکتا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[redacted]

۸۱

معلوم تھا ہر چند یہ ظالم کو سراسر
اولادِ نبیؐ خلق میں ہے حجتِ داور
باز آیا نہ لیکن ستم و جور سے خود سر
نافذ یہ کیے حکم جفا کار نے اکثر
جائے نہ زیارت کو کوئی سبطِ نبیؐ کی
برباد ہو تربت بھی حسینؑ ابنِ علیؑ کی

۸۲

ہر روز نیا ظلم کیا کرتا تھا اکثر
تھی فکر کہ مٹ جائے مزارِ شہِ ابرار
ظاہر ہوئے اعجاز جگر بندِ پیمبر
عاجز رہے غدار رہا روضۂ انور
طوفانِ ستم گرچہ اٹھانے پہ تلے تھے
خود مٹ گئے وہ جو کہ مٹانے پہ تلے تھے

۸۳

ہے روضۂ شبیرؑ بھی حیدرؑ کا بھی روضا
اعدا ہوئے برباد پتہ بھی نہیں چلتا
گو زورِ متوکل کا بھی جانکاہ رہا تا
اک ظلم کا افسانہ رہا اور رہے گا
منظور تھی ذلت اُسے اولادِ نبیؐ کی
کرتا رہا تا زیست وہ تحقیر نقیؑ کی

۸۴

لیکن جسے عزت دے خداوند تعالیٰ
توہین کبھی اس کی کوئی کر نہیں سکتا
ظاہر ہے خلیلؑ آگ میں پھینکے گئے گو کیا
خود جل گیا پھینکنے سے کہ شو تا وہ جلا تھا
بڑھتا رہا اعزاز رسولِ عربیؐ کا
قابل نہ رہا کچھ کے تھا رضا نقیؑ کا

۸۵

معصوم کی ذلت کے ہمیشہ ہوئے ساماں
توقیر بڑھاتا رہا پر خالقِ سبحاں
تحقیرِ نقیؑ کا متوکل بھی تھا خواہاں
آخر یہ نکالا ستم ایجاد نے عنواں
فرمانِ جفا جو نے دیا غیظ و غضب میں
دو دن رہیں دیں میری سواری کی طلب میں

تھا باغ ورد میں جو غلام متوکل
ظالم نے سمجھا تھا وفا میں وہ کامل
تلوار کا اپنی اسے خود کر دیا حامل
آخر وہی ثابت ہوا مردود کا قاتل
بیٹا متوکل کا پدر سے جو خفا تھا
باغ کو اسی شخص نے ہموار کیا تھا

اک راز الٰہی تھا جو فرما گئے مولا
جن لوگوں نے سمجھے نہ تا قصہ صلح کو کیا تھا
وہ غیر سے دن چل بسے تھے جو تھے دنیا
اتنے ہی دن امن حاکم جابر کو تھا جینا
ظاہر ہوا جو شہ نے کتابیں کہا تھا
آثار تھے کوئی اسرار دوم دو غدر تھا

اک شخص نے کی عرض کہ اے سید والا
واللہ بہت آپ کا ہے مرتبہ بالا
تو دین کا حاکم نے طریقہ یہ نکالا
شہ نے کہا ہے شکر خداوند تعالیٰ
دشمن ہو زمانہ مرا اللہ معین ہے
حرمت آئی کم تا قصہ صلح نہیں ہے

جاہلوں کو تھا حکم شقی تیر ہو تیار
حضرت کی طرف دیکھ کے ہنستا تھا ستمگار
نذر ورثے جاتے تھے برابر سر بازار
مرجھا کے ہوئے پھول تجھے تو نے سلے جو رہا
کہتا تھا شقی مرتے کر کم کیا ہو میں کیا ہوں
فرماتے تھے مولا کہ میں راضی برضا ہوں

وہ دھوپ وہ لو اور وہ گرمی کا زمانہ
بھن جاتا تھا گر خاک پہ گر جاتا تھا دانہ
خود تخت پہ واں پر تھا وہ مردود دیوانہ
اور خاک بسر دین کا وہ ذرّ یگانہ
بیدل عقب تخت پہ واں در رہا تھا
قدموں پہ وہ تھا سر سے پسینہ جو بہا تھا

۹۱

بس مختصر آخر ہوا اُس تخت کا مالک
چھ ماہ رہا صاف طریقہ کا وہ سالک
موت آ گئی اُسے بھی کہ مرض اُس کا تھا ہالک
پھر سلطے کے اور وہ بنے حکومت کے مسالک
ہوتے رہے دن رات فسادات کے چلے
ترکوں کی چڑھائی کبھی یا داد کے چلے

۹۲

آرام سے وہ اہلِ جفا رہنے نہ پائے
آمادہ فلک رہتا تھا ہر دم کہ مٹائے
تلواریں یہ برسیں کہ عدو خون میں نہائے
خلعت جو پہنتے تھے کفن اُنکو پنہائے
تھا وقت مصیبت کا جو ارباب جفا پر
اُن سب نے توجہ نہ کی سلطانِ ہدا پر

۹۳

مصروف ہدایت میں تھا وہ دین کا سردار
کچھ کم تھے بیالیس برس سن گہربار
معتز ہوا اس سلطنتِ ظلم کا مختار
مولا کی ہلاکت کا سبب تھا یہی غدار
مسموم کیا احمدؐ و زہراؑ و علیؑ کو
زہر اُس ستم ایجاد نے دلوایا نقیؑ کو

۹۴

جب زہر اثر کرنے لگا یہ ہوئی حالت
تھا جسمِ مقدس پہ ورم زرد تھی رنگت
آیا تھا حسن میں نہ مہ برج امامت
دل ٹکڑے تھا اور زخم کلیجے میں کئی تھے
مہمان کوئی دیر کے تھے دار جہاں میں
تھے فرش پہ شہ لیٹے ہوئے صحن مکاں میں

۹۵

مجمع تھا بہت گھر میں تھی بیت ولی شان
نزدیک پدر کے حسنِ عسکریؑ آں
استادہ ہوئے وہ بھی طرف باد دل نالاں
مولا نے کہا آ گیا اللہ کا فرماں
جاتا ہوں مری جان خدا حافظ و ناصر
اے لال مری بات خدا حافظ و ناصر

۹۶

روسنے لگا وہ دلبر زہرا و پیمبر
دنیا سے سفر کر گیا وہ دلبر حیدر
بیٹے نے دیا غسل و کفن با دل مضطر
تیار جنازہ جو ہوا رو دیئے سرور
عالم کے بھی تھے ساتھ طرفدار ہزاروں
احباب کے ہمراہ تھے اغیار ہزاروں

۹۷

مولا نے پڑھائی جو نماز اپنے پدر کی
افلاک سے روحانیوں نے جھک کے نظر کی
جب جا رہی تھی لاش شہ جن و بشر کی
تھا چاک گریباں، یہ حالت تھی پسر کی
آنکھوں سے رواں خون تھے اور لب پہ فغاں تھی
اور ناوک حسرت کی خلش دل میں نہاں تھی

۹۸

یہ دیکھ کے کہنے لگا اک دشمن بے باک
جو شخص مصیبت میں گیا بیاں کرے چاک
اسرار کے اسرار سمجھ سکتا ہے کیا خاک
یہ سن کے بیکلا سے شہ دیں با دل غمناک
میں جیتے جی رنجیدہ ہوا باپ کے غم میں
موسیٰ کا یہی حال تھا ہارون کے غم میں

۹۹

حضرت کی عبادت کا مقام آگیا جس جا
تیار ہوئی تربت شاہنشہ ذی شاں
بیٹے نے کیا زیر لحد باپ کو پنہاں
ماتم کا ہوا قبر مطہر پہ بھی ساماں
لائی تھی زمیں جا ہے کی اہل شرف سے
یثرب سے نبی آئے علی آئے نجف سے

۱۰۰

ناگاہ جواد دیں سے آواز یہ آئی
یثرب سے ہوئی میری طرح تیری جدائی
غربت میں مصیبت پہ مصیبت بھی اٹھائی
دوری ہی پہ مجھ سے لحد تو نے بھی پائی
پہلو سے پدر میرے واں آ کے دبایا
کیوں لال مری قبر کا کونا نہ دبایا

۱۰۱

لے موت نہ کچھ حال نبی پر بھی کیا دھیان
جب اُٹھ گیا دنیا سے وہ تب ہوا سامان
ہمراہ جنازے کے نہ ہوئے کتنے مسلمان
سامان سے بن دفن ہوا دین کا سلطان
تھیں نالہ کناں عورتیں بھی در پہ ہمراہ
بیٹھا وہ بھی ہمراہ تھے ہے درد بھی ہمراہ

۱۰۲

زہرا کا پسر جبکہ ہوا دشت میں بیجاں
بے غسل و کفن رہ گئی لاش شہ ذیشاں
موجود تھے گو مارنے میں لاکھوں مسلماں
پیغمبر کے بدلے یہ ہوا دفن کا ساماں
سیدانی کی اُٹھا نہ گیا شاہ کا لاشہ
ریتی پہ رہا سید ذیجاہ کا لاشہ

۱۰۳

کیوں سر پہ اُڑاتیں نہ غم شاہ میں خاک
موسیٰ کا گریبان غم ہارون میں تھا چاک
جعفر کے عزادار ہوئے تھے شہ لولاک
فرقت میں پدر کی نہیں زہرا بھی غمناک
تھا شغل شہنشاہ رسل یحییٰ کا ماتم
کرتی رہیں پیغمبر اسلام کا ماتم

۱۰۴

موجود تھے جو وقت سب اصحاب پیمبر
رونے سے کیا منع کسی نے بھی نہ دم بھر
اتنا تو علی سے کہا کچھ لوگوں نے آ کر
کہہ دیجئے زہرا سے یہ آپ اے شہ صفدر
ہر وقت کے نالوں سے قلق ہوتا ہے سب کو
یا دن کو فغاں کیجئے یا روئیے شب کو

۱۰۵

نوحہ تھا کہ جس دن پہ پڑی آ کے مصیبت
اُس دن میں نظر آنے لگی رات کی صورت
دسویں کو محرم کی یہی ہو گئی حالت
سورج کو گہن میں ہوا اور چھا گئی ظلمت
آندھی جو سیہ اُٹھی اندھیرا ہوا رن میں
خیموں کے جلانے سے اُجالا ہوا رن میں

۱۰۶

مر جاتا ہے جب باپ تو روتی ہے یہ دختر
تھے اہل مدینہ میں کیسے مسلماں ستمگر
بی بی جو سکینہ تھی یتیمی سے اگر
دُرّوں کی اذیت سے پھرا تی تھی مضطر
خواہر کو بھی رنج زدہ بھائی کے غم میں
جکڑا گیا فرزند بھی زنجیرِ ستم میں

۱۰۷

ام سلمہ کہتی ہیں عاشور کا دن تھا
جھپکی جو مری آنکھ ذرا خواب میں دیکھا
آلودہ بخوں ہے شہِ لولاک کا چہرا
ہے گیسوؤں پر خاک دامن ہے دریدہ سا
پوچھا با ادب میں نے جو احوال نبیؐ کا
فرمایا ہے یہ خون حسینؑ ابن علیؑ کا

۱۰۸

امت نے مرے پیارے کو مہمان بلایا
پھر تین شب و روز نہ پانی بھی پلایا
اور تیغ ستم سے اُسے تا عصر ستایا
بے جرم مرے لال کا پھر خون بہایا
پامال کی زہراؑ کے جگر بند کی میت
بے گور پڑی ہے مرے دلبند کی میت

۱۰۹

لازم ہے مسلمانو! تا سعی پیہم
ماتم کرو شبیرؑ کا عریاں کرو دم
داغ غم شبیرؑ ہے بخشش کی سند ہم
محشر میں محمدؐ کی شفاعت ہو تو ہم
جو پیروی سرورِ عالم نہیں کرتے
وہ زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

۱۱۰

ہے طاقت دل طاق تحریر سے خاموش
مجلس میں اک شخص نظر آتا ہے بے ہوش
ہے کیفیت تنہا وہ اخلاص کا با جوش
فردوس میں ہے بلبل سدرہ ہمہ تن گوش
ہے وصف تو حضرت محبوب خدا کا
اس نظم پہ ہو صاد رسول دو سرا کا

تاریخ ختم تصنیف [illegible]
۶ جنوری ۱۹۵۵ء